

اسلام اور ہجرت کی حقیقت

(خطبہ جمعۃ المبارک ۲۱ محرم ۱۴۳۱ھ)

تاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ المسلم من سلم المسلمون من نساہ ویدہ

والمہاجر من ہجر ما عنہ اللہ عنہ۔

محترم بزرگو اور بھائیو! مسلمان قوم جسکی تعداد ستر اسی کروڑ ہے اور مختلف ممالک میں موجود ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مسلمان یا مسلم ایک قومی یا نسلی اور وطنی یا جغرافیائی نام ہے۔ جیسے سید یا پٹھان، مہند، یوسف زئی یا خشک قبائل کا نام ہے۔ باقی حالت کچھ بھی ہو اگر پٹھان گھرانے میں پیدا ہوا تو پٹھان یا خشک رہے گا، خواہ اس کے عادات و اطوار کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ تو جیسا کہ بعض نام خاندانی اور قبائلی لحاظ سے ہوتے ہیں۔ بعض وطنی اور نسبی لحاظ سے اس طرح مسلمان بھی بس ایک نام ہے کہ گھر اور محلہ مسلمانوں کا ہے باپ دادا مسلمان تھے۔ حالانکہ مسلمان ہونا اس چیز کا نام نہیں، نہ یہ خاندانی نام ہے۔ نہ صنعت و حرفت کی بنا پر ہے، بلکہ مسلمان وہ ہے جو اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دے اور اس کی ہر مرضی کے سامنے سرتسلیم خم کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے ہدایات اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اس کی زندگی ہو، وہی مسلمان ہے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی نسل یا قوم سے ہو۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ کسی جہاد میں ایک صحابی جن کا نام غالباً کر کرہ تھا، اپنے اونٹ سے کجاوہ اتارنا چاہتے تھے یا سامان لا رہے تھے کہ کافروں کا تیرا کر ان کو لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ صحابہ اللہ کی راہ میں شہادت کے بہت متمنی رہتے تھے اور ایک آجکل کے مسلمان ہیں کہ ذرا سی قربانی بھی بشکل دے سکیں۔

حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ ایک وقت الیاءؑ نے والا ہے کہ دنیا کی دیگر امتیں تمہارے تقسیم کرنے اور بانٹنے کے لئے ایک دوسرے کو پکارتے ہوں گے۔ امریکہ اپنے دوستوں کو برطانیہ

اور عین، روس اپنے اتحادیوں کو بلارہا ہے کہ آؤ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں ان کی حکومتوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بدل کر اور انہیں کمزور کر کے اپنے تسلط میں لے لیں۔ حضورؐ نے اسکی پیشگوئی فرمائی کہ :

یوشک ان تداعی علیک۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ دیگر اقوام تمہارے
الامم کاستداعی الاکلۃ الحۃ ادیایک دوسروں کو اسی طرح بلائیں گی جس
قصعتہا۔ طرح دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے والے ایک

دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اگر تم بھی شریک ہو جاؤ۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اہل قتلۃ یومئذ۔ یا رسول اللہ کیا ہم اس دن بہت تھوڑے
ہوں گے۔؟ ہم تو جب ۳۱۳ افراد تھے اور ابو جہل نے ساری طاقت و قتلہ میں پیش کر دی
تھی اور خندق کے بہاد میں تقریباً ۳ ہزار تھے اور سارا کفر سمٹ کر مدینہ منورہ کا محاصرہ کئے ہوئے
تھا۔ اس وقت یہ ہیں ٹکڑے ٹکڑے نہ کر سکے۔ تو کیا اس وقت ہماری تعداد ۳۱۳ سے بھی کم ہوگی؟
حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اس وقت تم بہت زیادہ ہو گے۔ اور دیکھئے آج بھی ہماری مردم
شماری سب سے زیادہ ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہماری ہر بات یورپ کے ہاتھ میں ہے ہماری مردم
شماری بھی یورپ کے اعداد و شمار پر مبنی ہوتی ہے۔ اپنا کوئی انتظام نہیں ورنہ صحیح بات یہ ہے کہ
اس وقت مسلمانوں کی تعداد ساری امتوں سے زیادہ ہے، دوسرے نمبر پر عیسائی ہیں۔

تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری تعداد اس وقت بہت زیادہ ہوگی۔ مگر جیسے خس و خاشاک
ہوتا ہے۔ بظاہر بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر معمولی سیلاب کے آگے بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ کوڑے
گرگٹ کی طرح پانی اسے بہا لے جاتا ہے۔ و لکنکم غناء و کغناء السیل۔ سیلاب گھاس پھوس سب
کو بھگا لے جاتا ہے۔ تو تمہاری حالت تعداد کے زیادہ ہونے کے باوجود ایسی ہی ہوگی۔
صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا ہوگی۔؟ فرمایا : حب الدنیا و کراہیۃ الموت۔

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت بس جائے گی۔
اس وقت مشرقی و مغربی پاکستان کے جھگڑے کا جو بحران ہے اور سارے عالم اسلام کی یہی
حالت ہے اس کی وجہ یہی حب دنیا ہے کہ حب جاہ اور حب مال کی وجہ سے اور اقتدار اور دولت
کی ہوس میں ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ ہر شخص انفرادی اور اجتماعی طور پر سب کچھ
غضب کرنا چاہتا ہے اور حب دنیا میں سب کے حقوق پاؤں مال کر رہا ہے۔ دعا فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں اتنا خطرہ نہ تھا بلکہ ایک آس لگی ہوئی تھی کہ ایک اسلامی ملک بنائیں آجائے گا۔ ہم نے یہ پاکستان اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس میں لا الہ الا اللہ کی عملی تعبیر ہوگی خدا کی حکومت کا عملی نمونہ پیش ہوگا۔ یہ ایک ایسی اسلامی ریاست ہوگی جو سارے عالم اسلام کی حفاظت کے لئے ایک قلعہ ہوگی۔ اور ہم انشا اللہ پاکستان سے ساری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلائیں گے۔ پاکستان کی آبادی تھوڑی آبادی نہیں۔ اگر وڑکی تعداد بہت بڑی تعداد ہے مگر بدقسمتی ہے اسلام کو ایک نعرہ بنایا گیا اور اصل اسلام کو طاق میں رکھ دیا گیا۔ افسوس! کہ اس عرصہ میں ہم نے اسلام کا کردار دکھایا، نہ اخلاق و عادات اور خیر و بدی کی۔

اسلام یہ تو نہیں کرتا کہ ہم اسے چاہیں یا نہ چاہیں یہ از خود ہم پر مسلط اور چپکا رہے گا۔ اگر کوئی قوم اسلام چاہتی ہے تو اس کے لئے اپنے اخلاق و اعمال اور عادات و کردار کو بھی درست کرے گی۔ انگریز نے فرنگیوں کے دور میں اگر تین اسلام سے روکا تھا تو اس ۲۳ سال کے عرصہ میں کس نے منع کیا۔ اس فکری غلامی میں ہم کیوں اب تک مبتلا ہیں۔ الحمد للہ کہ بظاہر ہم آزاد ہیں، جسم آزاد ہیں مگر ذہن وہی ہے کہ ہم مغرب چاہے ہم اسکی تقلید کریں، وہ جو کچھ کہے یا کرے ہم کہیں بس یہی صحیح ہے وہ اپنی زندگی کا سبقت عیش و عشرت، مادہ پرستی، فحاشی اور بے حیائی بنا چکے ہیں اور یہ کہ اپنی برتری اور دوسروں کی کترسی ثابت کی جائے، اپنے کو زور آور اور دوسرے کو زیر قدم دکھایا جائے ہم نے بھی یورپ کی انہی باتوں کو اپنا شیوہ بنالیا اور انہی نعروں کو اپنا لیا۔ اور ایک بڑی بدقسمتی یہ ہوگئی کہ صوبہ سرحد تو الحمد للہ ایک حد تک محفوظ رہا، مگر باقی خطوں نے بادیت، توہمیت، عصبيت اور صوبائیت کے نام پر دوڑ حاصل کیا، اور نتیجہ آج ہم اس مقام تک پہنچ گئے کہ اسلامی آئین تو ایک طرف رہا جو محض اللہ کے فضل و کرم ہی سے ہو سکے گا۔ اور اللہ اسے رائج کر دے، نفس آئین بھی بننا مشکل ہو گیا اور ملک کی سالمیت بھی پس پشت ڈال دی گئی۔ ۲۳ سال میں ہم نے یہ کچھ ترقی کی ۱۹۴۷ء میں نعرہ لگایا کہ ہمارا نظام اسلامی ہوگا ہم ہندو عیسائی اور یہودیوں کا تہن نہیں چاہتے۔ نہ ان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ سب کچھ اپنی جگہ رہ گیا۔

اب پاکستان بھی سالم رہتا ہے یا نہیں یہ بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے ہر خطہ علیحدگی چاہتا ہے مگر یہ ملک کس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ دشمن کے گھر میں خوشیاں ہو رہی ہیں۔ آج ہمارے حالات کو دیکھ کر سندھ کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ امریکہ اور برطانیہ میں کتنی خوشی منائی جائے

گی۔ ہم سب ایک دوسرے سے روٹھے ہوئے ہیں، اسلام کو دلوں میں جگہ نہ دی تو اللہ نے دلوں میں نفرت کا بیج ڈال دیا۔ گویا اسی بات کا ظہور ہو رہا ہے جیسے حضورؐ نے فرمایا کہ دیگر اقوام ہمیں آپس میں بانٹنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کا ایک سجاسجایا دسترخوان آزادی کی شکل میں دیا اور ہم نے اس کی ناشکری کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر میری نعمتوں کی قدر دانی کی تو ضرور اس میں ترقی دوں گا۔ اگر ۲۳ سال میں ہم نے اللہ کے دین کو حتمام لیا ہوتا تو آج اسلام کا جھنڈا ہر جگہ مضبوطی سے لگا ہوتا۔ مگر ہم نے ناشکری کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا وبال ہم پر مسلط کر دیا۔ ولئن کفرتم فإنا عذابک لشدید۔ اگر تم نے کفرانِ نعمت کیا تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

آج مسلمان مسلمان کو کاٹ رہا ہے۔ نہ ہندو سے لڑائی ہے، نہ انگریز سے، نہ امریکہ سے، بلکہ مسلمان مسلمان کے ہاتھوں لٹ رہا ہے۔ ایسی قوم کیسے ترقی کرے گی؟ یہ ہے حبِ دنیا کا کرشمہ اور دوسری بات حضورؐ نے یہ فرمائی کہ اللہ کی راہ میں موت سے ڈریں گے۔ ویسے تو ہم ہر آواز پر مرنے مارنے کیلئے تیار ہیں، لیکن اگر آواز ہو جائے کہ اسلام کی بلندی کے لئے نکلنا تو دیکھئے کہ کتنے تیار ہوتے ہیں۔ ایک بھی نہ نکلے گا۔ بلکہ سوچے گا کہ اس کام میں کتنی تنخواہ ملے گی۔ کتنی غنیمت حاصل ہوگی۔ صحابہ کرامؓ کو اللہ کی راہ کی موت کا فردا کے شراب کے پیالہ سے زیادہ محبوب تھی اور مرتے وقت کہتے فزت ورب الکعبہ۔ اللہ کی قسم اب کامیاب ہو گیا۔

— تو اگر ہم صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ سیرت و کردار، شکل و صورت اخلاق و معاشرت پر طریقے سے مسلمان ہوتے، ہماری عبادت مسلمانوں جیسی ہوتی تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ اللہ کی رحمت سے اب بھی کوئی بعید نہیں اگر ہم سنبھل جائیں تو رحمت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ موجودہ حالت ایسی ہے جیسے شاگرد کچھ نہ پڑھے تو استاد امتحان سے چند دن قبل اسے مارتا پٹتا ہے کہ ان چند دنوں میں تیاری کر لو تب بھی کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو جب تک پورا عذاب ہم پر مسلط نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ اسی طرح تنبیہات ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذرا بھی سنبھل جاؤ تو میں تمہیں اپنی رحمت میں سے لوں گا۔

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم اسلام کو صرف ایک نام سمجھ ہوئے ہیں۔ حالانکہ صرف ایک نام نہیں بلکہ اعتقادات ہیں۔ اخلاق و اعمال اور عبادات ہیں۔ میں نے صحابی کا واقعہ عرض کیا کہ جب وہ کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ تو صحابہؓ خوشی سے حضورؐ کو شariat دینے گئے کہ الحمد للہ کہ ایک

ساتھی تو شہید ہو کر جنت پہنچ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا: ایسا نہیں بلکہ میں آسے دیکھ رہا ہوں کہ ایک چادر میں لپیٹے ہوئے آگ میں جل رہا ہے۔ — اللہ ربّی — فرمایا اس کے سامان کی تلاشی لی جائے۔ سامان بیچارے کا کیا ہوگا، ایک چھوٹی سی گٹھڑی ہوگی۔ آسے ٹوٹا تو دیکھا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل ایک چھوٹی سی چادر لٹے ہوئے تھا۔ یعنی اس نے تقسیم سے قبل اسے اٹھایا تھا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: لا یدخل الجنة الا المسلمون۔ دخولِ اولِ جنت کو اس شخص کی ہوگی جو مسلم کامل ہوگا۔

— تو ہمیں نہ عبادات کا علم ہے نہ معاملات کا۔ عبادات میں ہماری جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ نماز جو بنیادی عبادت ہے اسے پس پشت ڈال دیا۔ الصلوٰۃ عماد الدینِ نادر دین کا ستون ہے۔ نماز پہلا فریضہ ہے قیامت کے دن پہلا سوال اسی کا ہوگا۔ تو جب نماز سے یہ سلوک ہے تو باقی عبادات کا کیا حال ہوگا۔ کامل ناشکری کا مظاہرہ ہو رہا ہے شیطان کو اللہ نے جس وقت مردود بنا کر اپنے دربار سے نکالا تو اس نے کہا:

لَا یَنْتَهِمُ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَ مِنْ اَیْمَانِهِمْ
وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ الْکَافِرِیْنَ
اے پروردگار اس حضرت آدم کی وجہ سے
تو نے مجھے نکال دیا تو میں سیدھی راہ بیٹھ
کہ چاروں طرف سے انسان پر حملہ کر دوں
نیکریوں سے روکوں گا اور سوار و پیادہ دونوں
کو ان پرے دوڑوں گا۔ اور اے اللہ آپ انہیں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔

الغرض رسول اللہؐ فرماتے ہیں: المسلمون من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ پہچانتے ہو مسلمان کون ہے۔؟ مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھوں کے منہ سے اور مسلمان محفوظ رہیں۔ اسلام اور مسلم۔ سلم سے ماخوذ ہے۔ سلم سلامتی، سلامت روی اور صلح و آشتی کو کہتے ہیں۔ کم از کم اس نام کی تو کچھ لاج رکھنا ہوگی۔ ایک شخص مولوی کہلاتا ہے تو بہت سے کام کرنے کو اس کا جی اگر چاہے بھی تو مولویت کا نام آسے برائیوں سے روکتا ہے۔ تو یہ اسلام اور مسلم کا نام جو حضرت ابراہیمؑ نے تجویز کیا، اس کی لاج ہمیں رکھنی چاہئے۔ اور سلم کا لفظ تب صادق ہوگا کہ ہم اسلام کے اصولوں کی روشنی میں اپنی عادات و اطوار اور اخلاق کو سنوار لیں۔ اگر آپ اپنی پریشانیوں دور کر کے اپنی زندگی میں حقیقی خوشیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا حرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے پیارے مذہب اسلام کے اصولوں کو اپنالیں۔ — لا یسخر قوم من قوم عینی

ان بیکوتِ خبیثہ منہم۔ کسی سے ناجائز ہنسی مذاق نہ کریں۔ کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں۔ کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کی تنقید نہ کریں، کسی کا مال نہ چھینیں، کسی کا خون نہ بہائیں، کسی کی آبروریزی نہ کریں۔ کسی کے حقوقِ غضب نہ کریں۔ آپ کے ہاتھوں سے سب مسلمان محفوظ ہیں۔ آج معاشرتی امور میں دیکھئے کہ کتنے لوگ اس حدیث پر پورے اترتے ہیں۔ اور دل کے ساتھ قول و فعل میں ہمارا کیا سلوک ہے۔ آیا ہمارے ضرر سے اور مسلمان محفوظ ہیں۔ ہمارے ہاتھوں اور دل کو تکلیف تو نہیں پہنچتی؟۔ تو جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ سلیم کامل کا خطاب تب صادق ہوگا کہ اسکی زبان اور ہاتھ پاؤں سے ساری مخلوق اور خاص طور پر مسلم قوم محفوظ رہے۔

اگے فرمایا: والمہاجر من ہجر ما نھی اللہ عنہ۔ مہاجر کون ہے؟ وہ جو اپنے گھر بار وطن اور دار کفر کو چھوڑ کر دار الاسلام چلا جائے۔ وہاں کفار کا تسلط تھا، وہ عبادات میں رکاوٹ ڈالتے تھے اس لئے اسے چھوڑ دیا، اس کو مہاجر کہتے ہیں۔ ظاہری ہجرت تو یہی ہے۔ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ حقیقی مہاجر وہ ہے من ہجر ما نھی اللہ عنہ۔ جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ہے انہیں چھوڑ دے، منہیات ترک کر دے، زنا، چوری، خڑا ترک کر دے، بے نمازی نہ ہو وہ شخص مہاجر ہے اور جس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور دار الاسلام میں اگر بھی عبادات کی پیروی نہیں کرتا اور نہ اللہ کے دین کو اپناتا ہے، منہیات میں لگا ہوا ہے تو وہ یہ توقع نہ رکھے کہ میں مہاجر کے مقام پر فائز ہو سکوں گا، اور اللہ کے ہاں مجھے ہجرت نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سارے ملک کے تمام قائدین اور عوام کو تسبیح فرما دے، یہ ملک شر و فساد سے محفوظ رہے اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ زندگی اسلامی آئین اور دستور کے مطابق بنا دے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

بہتر ۱۲ مرحوم کی شب کو علاقہ چارسدہ کی ایک بزرگ شخصیت مولانا الحاج حکیم نور الحق صاحب سکنہ تنگی نصرت علی (چارسدہ) تقریباً ستر برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم حسن اخلاق، تواضع، تقویٰ، لطیفیت اور جذبہ خدمتِ خلق، علمی و ملی بہادرت، جرأتِ شریفین سے واپہانہ عشق اور بہت سی دیگر اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ مرحوم کی نازِ جنازہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ اور جنازہ میں علاقہ بھر کے ہزاروں افراد علماء و صلحاء اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ ادارہ الحق اور دارالعلوم حقانیہ اس مدد میں مرحوم کے خاندان و وابستہ بالانصاف ان کے قابل فاضل صاحبزادہ مولانا حکیم حبیب اللہ جان فاضل حقانیہ کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ تارین سے حضرت مرحوم کے رنج و بات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)